اَلْفَلَقِ وَالنَّاسِ

الفلق والناس

کیا جن، بھوت وجادو کا توڑ؟
یا سماجی ومعاشرتی مسائل کے لیے رہنمائی

اَلْفَلَقِ وَالنَّاسِ

اَلْفَلَقِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

ترجمہ: کہو! میں پناہ مانگتا (چاہتا) ہوں صبح کے رب کی!

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ: شر (برائی) سے جو اُس نے تخلیق (پیدا) کیا!

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ

ترجمہ: اور اندھیرے کے شر (برائی) سے جب وہ چھا جاتا ہے!

وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ

ترجمہ: اور شر (برائی) سے جو کہ پھونکی جاتی ہے گانٹھوں پر!

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

ترجمہ: اور شر (برائی) سے حسد کرنے والے کے جب وہ حسد کرتا ہے!

اَلنَّاسِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

ترجمہ: کہو! میں پناہ مانگتا (چاہتا) ہوں انسانوں کے رب کی!

مَلِكِ النَّاسِ

ترجمہ: اِنسانوں کے مالک (بادشاہ) کی!

إِلَٰهِ النَّاسِ

ترجمہ: معبود (خدا) ہے اِنسانوں کا!

مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ

ترجمہ: (اُس) شر (برائی) سے وسوسہ ڈالنے والے کی جب وہ (وسوسہ) ڈال کے پیچھے ہٹ جاتا ہے!

الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ

ترجمہ: اُس سے جو کہ وسوسہ ڈالتا ہے انسانوں کے دِلوں میں!

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

ترجمہ: (ہو) مخفی یا پوشیدہ مخلوق (جنوں) اور انسانوں سے

تشریح: قرآن حکیم کی یہ دوسورتیں اِنسانی رویوں اور محرومیوں کی بناء پر شر (برائی) کے خیالات اور اِن کی افزاء سے بچاؤ کی پکار (دُعا) ہیں۔قرآن فرد کی تربیت پہ بہت توجہ دیتا ہے کیونکہ معاشرہ کی بنیادی اکائی فرد ہی ہے اور اِسی سے ہی اچھے معاشرہ کی تعمیر ممکن ہے۔

چند پہلو نہایت غور طلب اور تفکر کے قابل ہیں۔

١۔ مالک (اللہ) اِس (شر) کی تخلیق اپنے ذمہ کیوں لے رہا ہے؟ تخلیق کار نے اِن شرار اور برائیوں کو اپنے سے منصوب اِس لیے کیا کہ اِنسان کی ظاہراً و مخفی صلاحیتیں اُس کی ودیعت ہیں اور اِسی لیے ہی وہ (اللہ) اِس کا ذمہ بھی اپنے اوپر لے رہا ہے۔نفسیاتی طور پر "تخلیق" (یعنی کہ انسان) کو اِس (کمی) سے مبرا کرنا مقصود ہے۔

٢۔ پناہ اندھیرے کے شر سے جب وہ چھا جاتا ہے۔مخلوق (انسان) اور فرد کی ذات کے آرام کے وقت (رات) اِنسانی دماغ نہ چاہتے ہوئے بھی معاشرہ میں اپنا سماجی و

معاشرتی اِدراک کرتا ہے اور عمومی طور پر اس کی توجہ اپنے قریبی اشخاص اور اِن سے اپنے معاشی و معاشرتی تقابل پر ہوتی ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اِس کے اندر مثبت و منفی رویوں کا ظہور ہوتا یا ہوسکتا ہے اور خاص طور پر منفی رویے جو کہ بالعموم تحریک کی داغ بیل ڈالتے ہیں اور اِنسان اپنی کم مائیگی کی وجہ سے اَن دیکھے اندیشوں کا شکار کر ہو کر غلط راہ پر چل پڑتا ہے۔ اور اپنے جیسے فرد کے لیے برا سوچ یا عمل کر بیٹھتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی بس نہ چلے تو کسی کے بارے میں بُرا سوچ کر گانٹھوں پر پھونکنا زمانہ قدیم سے طریقہ رہا ہے اور یہ آئندہ بھی رہے گا کیونکہ انسانی جبلتیں ایسی ہی ہیں۔ اِس طرح انسان اپنی صلاحیتوں کا اِدراک کیے بغیر اپنی شخصیت کو مثبت کی بجائے منفی بنا لیتا ہے اور زندگی کی دوڑ میں تخلیق کار کی "ودیعت" کی ہوئی صلاحیتوں کو زنگ لگا لیتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے بھائی یا ساتھی سے اَنجانے میں پرخاش رکھنے کے علاوہ اپنے ساتھ بھی ظلم کرتا اور اپنی ترقی کے تدریجی عمل میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اِسی طرح حسد کا مادہ ہے جو انسان میں موجود ہے۔ قرآن حکیم نہ صرف حاسد کے حسد سے پناہ کی تلقین کر رہا ہے (چونکہ حسد منفی عمل ہے) جو کہ نہ صرف دوسرے کی ذات پہ اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اُس کی اپنی صلاحیتوں کو گھن لگانے کا موجب بنتا ہے۔

دوسری سورۃ میں ایک اور رویہ کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ معاشرہ کے لیے اندوہناک ثابت ہوتا ہے یعنی کہ کسی اچھائی یا واقعہ کے ہونے کے بارے میں ابہام پیدا کرتا ہے اور اِس طرح یاسیت کا باعث بنتا ہے۔ وسوسہ ایک برا رویہ ہے جو کہ ترقی کے مدارج یا اچھائی کی راہ میں حائل اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ یہ ایک جامد کیفیت کا نام ہے کیونکہ اس کا محرک اِس کی تحریک کے بعد اپنے آپ کو پیچھے ہٹا لیتا ہے اور وسوسہ کے شکار کو گومگو کی حالت میں چھوڑ جاتا ہے۔ یہ کیفیت دِل و دماغ پہ اثر انداز ہوتی ہے اور اِنسان اپنے آپ کو لاچار سمجھتا ہے اور سعی سے بے گانہ ہو جاتا ہے۔ خالق حقیقی انسان کو اِس کیفیت سے بچنے (پناہ) کی تلقین کرنے کے ساتھ اُس سے تقاضا کرتا ہے کہ مثبت اقدام میں شک میں نہ پڑے کیونکہ یہ معاشرہ کے لیے زہر قاتل ہے پس اِس سے بچنا چاہیے۔ نفسیاتی طور پر سماج کی تعلیم وارتقاء و مثبت سوچ اِس سورۃ کا مقصود ہے۔

اِس بات کا اِدراک ضروری ہے کہ آخر پناہ ہی کیوں! دراصل یہ کیفیت دو اَثرات کا باعث بنتی ہے

۱۔ پہلے تو فرد سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ "معاشرتی شر یا برائی" کو اپنے اُوپر طاری ہی نہ ہونے دے یعنی کہ خالق کی تفویض یا عطا کی ہوئی نعمتوں مثلاً نسلی، معاشرتی، معاشی، صحت اور صلاحیتوں کی بے جا نمائش سے اِحتراز کرے اور اِن کی حفاظت کرے اور

۲۔ دوسرا معاشرہ کے اُن افراد سے جو اِن صلاحیتوں میں اُس جیسے نہیں ہیں کی مدد "بغیر حجت" کے کرے!

اِس کے ساتھ ساتھ اگر وہ اپنی ذات کو ایسی کیفیت میں پائے کہ اُسے محسوس ہو کہ اُس کی صلاحیتیں اپنے بھائی سے کم ہیں تو اُن برائیوں کا شکار نہ ہو جو کہ اُسی کے لیے وبال جاں بن جائیں۔ حالانکہ قدرت نے لازماً اپنی تخلیق (یعنی کہ اُسے) کو مکمل بنایا ہے صرف "تفویض" کی ہوئی صلاحیتوں کا مثبت استعمال اور جانچ ہی اصل فرق ہے۔ اگر کوئی اِن شروں (برائیوں) میں اپنے آپ کو گھرا ہوا پائے تو اِس کے لیے قرآن حکیم ایک مثبت حل دیتے ہوئے اُس کی رہنمائی کرتا ہے کہ بجائے کسی منفی سوچ کے اپنے رب سے پناہ کا خواستگار ہو اور صبر کا دامن نہ چھوڑتے ہوئے مسلسل جدوجہد جاری رکھے۔

آخری آیت میں کہا گیا ہے کہ وسوسہ کرنے والے چاہے مخفی یا پوشیدہ (جن) میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔ غور وخوض سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ ہے ہی ایسا عمل جس کا محرک ہمیشہ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے یا رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور یہاں ہمیں قرآن حکمت کے ساتھ رہنمائی کرتا ہے کہ چاہے وہ مخفی (جن) ہو یا واضح (انسان)۔

پس یہ دو سورتیں سماجی ونفسیاتی مسائل کی ہمارے لیے رہنمائی مہیا کرتی ہیں اور معاشرے کے افراد کو منفی رویوں کی افزائش اور ان سے پناہ کی سعی میں ہیں۔